احسان دانشؒ

مزدور کی بیوہ

سر جھکائے فکر میں بیٹھی ہے اک عورت نڈھال
جس کے شوہر کا ہوا ہے شام ہی کو انتقال

بھونک پڑتا ہے کوئی کتا جو گھر سے متصل
اس پریشاں حال بیوہ کا دہل جاتا ہے دل

لے رہا ہے سسکیاں اک ٹمٹماتا سا چراغ
جس سے جگمگ کر رہے ہیں سینۂ سوزاں کے داغ

پاس تھا زیور جو پیتل کے چھڑے چاندی کا ہار
کر چکی ہے سب کا سب تکفینِ شوہر پر نثار

سوچتی ہے کس سے مانگوں گی، ہے کس کا آسرا
بیوگی کی رسم آخر کس طرح ہو گی ادا ؟

ایک بچی عمر جس کی ہے بمشکل پانچ سال
اپنی دکھیا ماں سے رو رو کر یہ کرتی ہے سوال

تم نے ابا کو کہاں بھیجا ہے آئے کیوں نہیں
چیز* لانے کے لیے کہتے تھے لائے کیوں نہیں

اچھی امی آؤ میں آواز دوں دہلیز سے
’’آؤ ابا آؤ‘‘ باز آئی میں ایسی چیز سے

رات ہے ایسی بھیانک کچھ نظر آتا نہیں
دل دہلتا ہے یہاں تنہا رہا جاتا نہیں

سنتی ہے بیوہ جو بچی کا بیانِ دل فگار
مضمحل آنکھوں سے چل پڑتی ہے اشکوں کی قطار

پھیر کر منھ ، پونچھ کر آنسو، طبیعت روک کر
کہتی ہے قربان ماں کی جان اے نورِ نظر!

رات آدھی آ چکی سو جا عبث ہلکان ہے
تیرا ابا آج اہلِ خلد کا مہمان ہے

صبح کو جس وقت سورج روشنی برسائے گا
لے کے جنت سے کھلونے مسکراتا آئے گا

حادثہ یہ‘ اور ہیں ہمسایوں کے دل آسودہ تر
اِس طرف سے اُس طرف تک سو رہے ہیں بے خبر

☆☆☆

* اکثر بچے مٹھائی کو ’’چیز‘‘ کہتے ہیں